نقشِ چغتائی

دیوانِ غالبِ مصوّر

نقشِ چغتائی

دیوانِ غالب مصوّر

آرٹ

بعض حضرات کا شیوہ ہوتا ہے کہ جب کسی جدید مصوّر کی کوئی تصویر دیکھتے ہیں تو اُن دو چار چھپی ہوئی تصاویر کو جو کبھی اُن کی نگاہ سے گذر چکی ہوتی ہیں۔ ذہن میں لاکر ایک مُبصرانہ اور بیش وکم حقارت آمیز انداز سے فرماتے ہیں: "اِس مصوّر اور اسکی تصویروں پر جاپانی مصوّری کا اثر ہے"۔ اہلِ فہم خُوب جانتے ہیں کہ حقیقت اسکے برعکس ہے۔ بالکل برعکس۔ "اتامارو" کی خواتین ہندوستان کی "شکتی" کی اَولاد ہیں ایسی اَولاد جو جاپانی لباس میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ جاپانی طریقے سے بال سنوارتی ہے اور جس کے اعضا میں جاپان کا طبعی سبک پن ہوتا ہے۔ اندریں حالات کیا یہ ہندوستانی آرٹسٹوں کا قصور ہے کہ جاپانی مصوّری میں اور ان کی مصوّری میں مُشابہت ہے؟ اگر کسی کی صُورت اپنے مُورثِ اعلےٰ کی صُورت سے ملے تو یہ مُورثِ اعلےٰ کا قصور کیونکر ہوسکتا ہے؟

اِسی قسم کے حضرات جب چغتائی کی تصاویر دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں: "چغتائی ایرانی مصوّری سے مُتاثر ہے"۔ نادان یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کوئی عیب کی بات نہیں۔ اور آخر چغتائی پر ایرانی اثر کیوں نہ ہو۔ چغتائی ایرانی النسل ہے۔ اِس کا سلسلۂ نسب اُن تاتاری مغلوں سے ملتا ہے جنھوں نے ہندوستان کو اپنا مسکن بنالیا تھا اور جنھوں نے انجام کار موتی مسجد اور تاج محل جیسی رفیع الشان عمارتیں برپا کیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ چونکہ چغتائی ایرانی النسل ہے اس لئے اس کی مصوّری میں ایرانی رنگ کی موجودگی لازمی ہے سولھویں اور سترھویں صدی کے مغل آرٹ کے بعض ماہرین پکے ہندو تھے اور آجکل کے بعض ہندوستانی مصوّر جو غیر ملکی آرٹ کی نقالیاں کرتے ہیں "پکے" کچھ بھی نہیں۔ لیکن چغتائی! چغتائی کی بات بالکل مختلف ہے۔ اِس کے دم سے ایرانی مصوّری از سرِ نو زندہ ہوگئی ہے۔ اُس مصوّری میں اور اِس مصوّری میں فرق ہے تو صرف اتنا جو چغتائی کی عظیم شخصیت اور صدیوں کی آمد و شد کی وجہ سے لازمی تھا۔

چغتائی کے تصوّر میں آج بھی اکبر کے پُرشکوہ زمانے کا ہندوستان بستا ہے۔ جہاں تک آرٹ کا تعلق ہے میں سمجھتا ہُوں چغتائی کا یہ تصوّر ہمارے لئے کار آمد ثابت ہوا ہے۔ اگر آج ہندوستان واقعی اکبر کے زمانے کا ہندوستان ہوتا تو یقینی طور پر چغتائی کوئی اَور دنیا تخلیق کرتا۔ اور یہ بات دعوے سے کون کہ سکتا ہے کہ وہ نئی دُنیا بھی اسی قدر حسین ہوتی جیسی خوابوں کی یہ خُوبصورت دُنیا ہے جو چغتائی کے تخیّل نے اب آباد کی ہے۔ یقینی بات صرف اِس قدر ہے کہ وہ ایک نئی اور مختلف دُنیا بناتا ضرور کیونکہ اس کا تعلق اُس پُر از رومان گروہ سے ہے جس کا کاروان ہمیشہ ساحلِ دوش یا کنارِ فردا پر خیمہ زن ہوتا ہے۔ اس گروہ کا ایک رُکن انگریز شاعر "کیٹس" تھا جو اپنے گرد و پیش کی دنیا سے بھاگ کر اپنے تخیّل کی مخلوق یعنی یُونانی دُنیا میں پناہ گزین ہُوا تھا۔

بیرونِ ایشیا جو چیز چغتائی کے مدّاح پیدا کرتی ہے وہ اِس کی تصاویر کا مشرقی تخیّل اور فنی کمال ہے۔ اس کی تصاویر میں جو حیرت انگیز فنی کمال ہے وہ ہر صاحبِ فہم کا دل لُبھاتا ہے۔ لیکن ریلزم سے وہ بعد جو چغتائی نے ارادۃً اختیار کیا ہے۔ اُن لوگوں کے لئے باعثِ تشکّر ہے جو اُس چیز سے جس کو مرئی

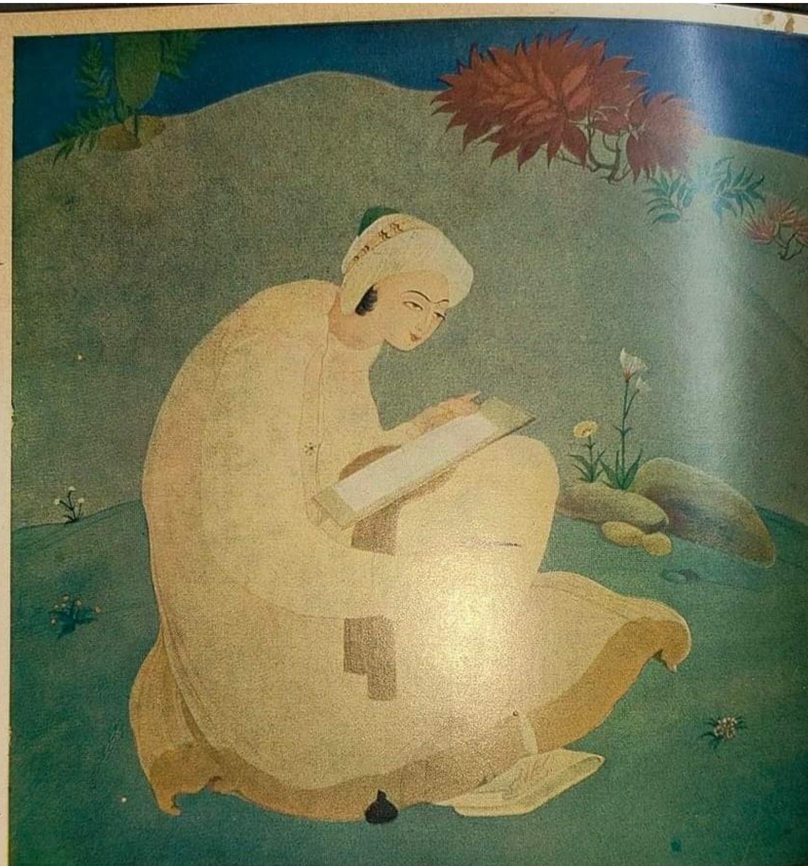

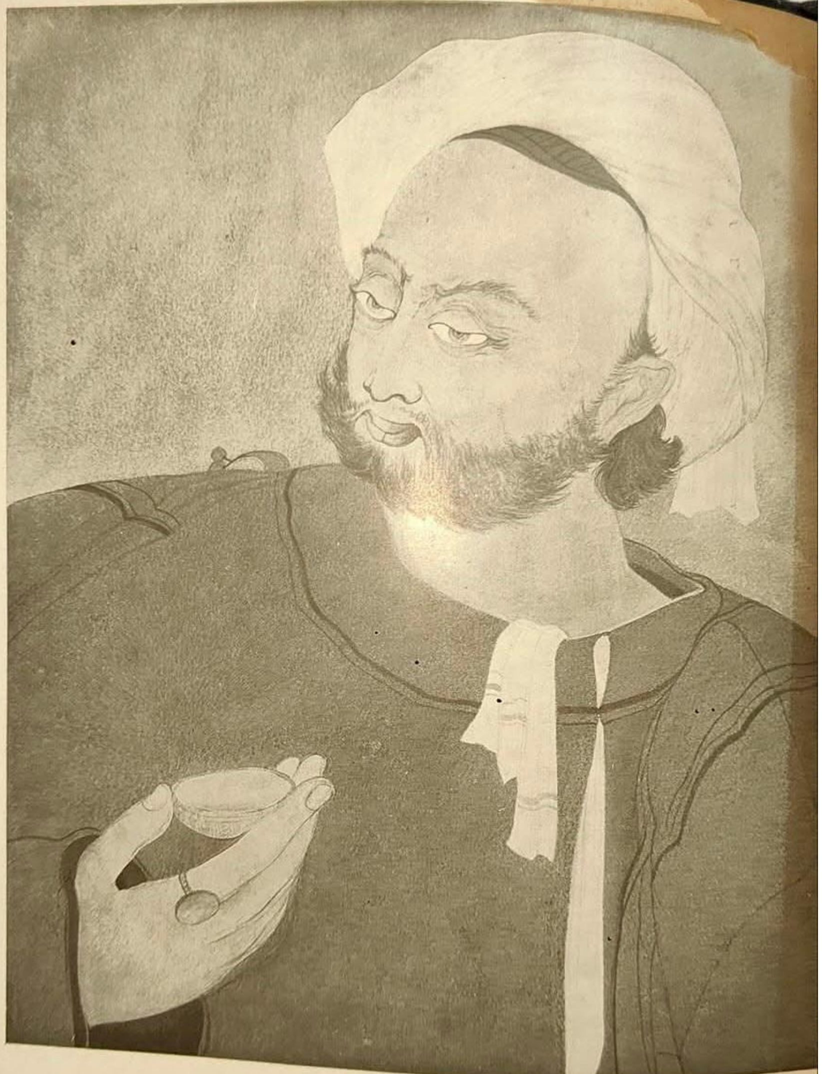

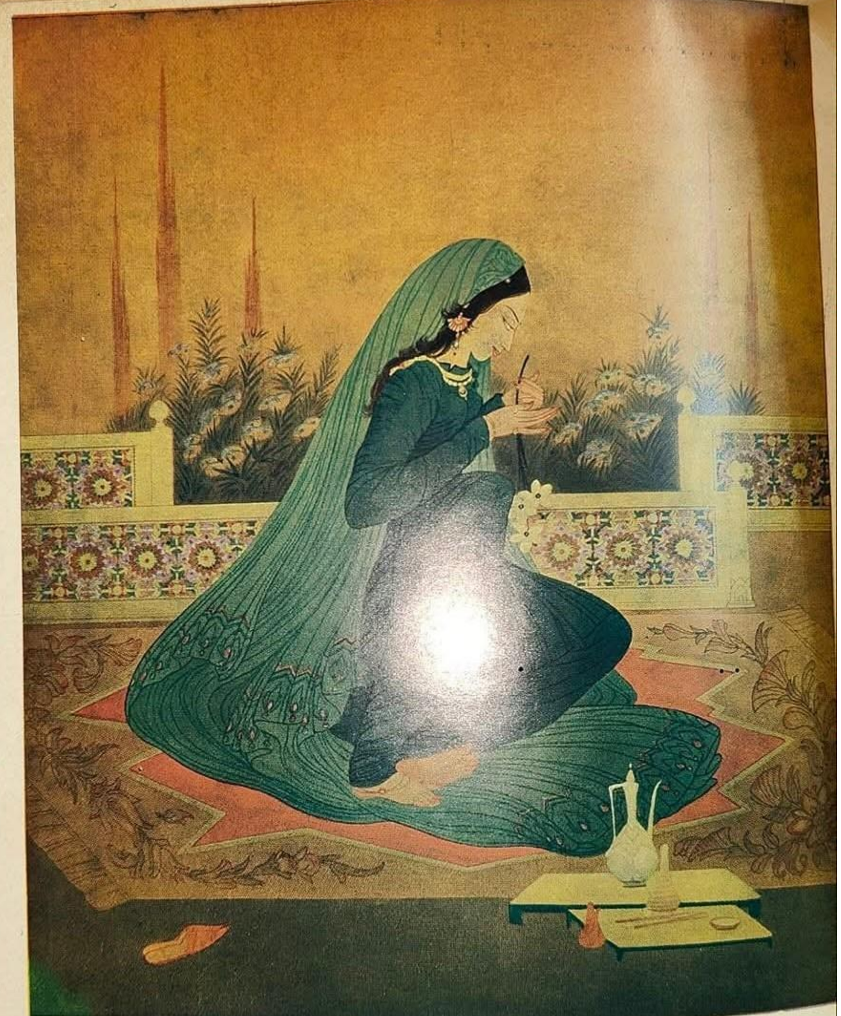

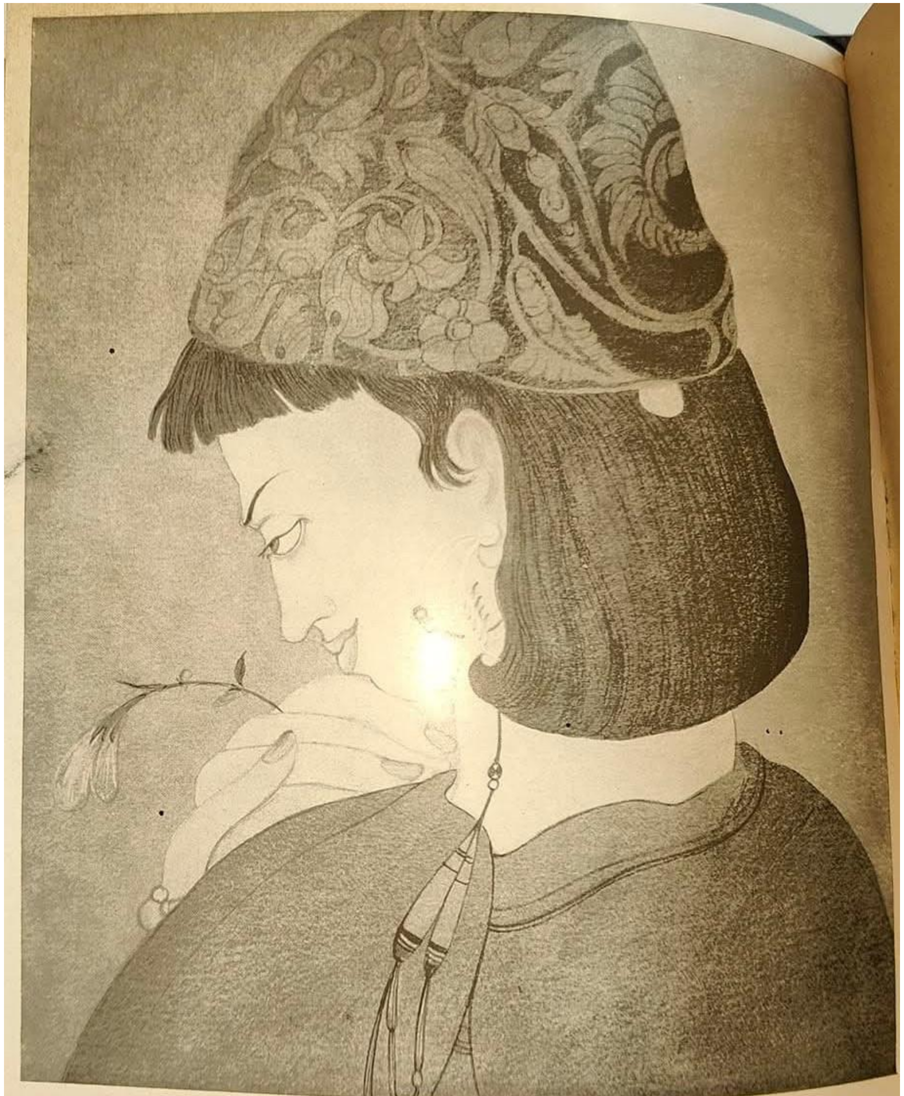

اپنے مُحسن کے نام

اُستاد بہزاد جب بھی اپنا کوئی شاہ کار
سُلطان حسین مرزا کے نام منسوب کرتا تو سمجھتا اسے دوام
حاصل ہو گیا ہے ——۔ مَیں اپنی اس کوشش کو
مُحترم جسٹس ایس اے رحمان کے نام معنون کرتا ہوں
اس لئے بھی کہ اُن کی علم دوستی اور آرٹ نوازی نے
میری کسی آرزو کو ٹھیس نہیں لگنے دی۔

عبدالرحمن چغتائی

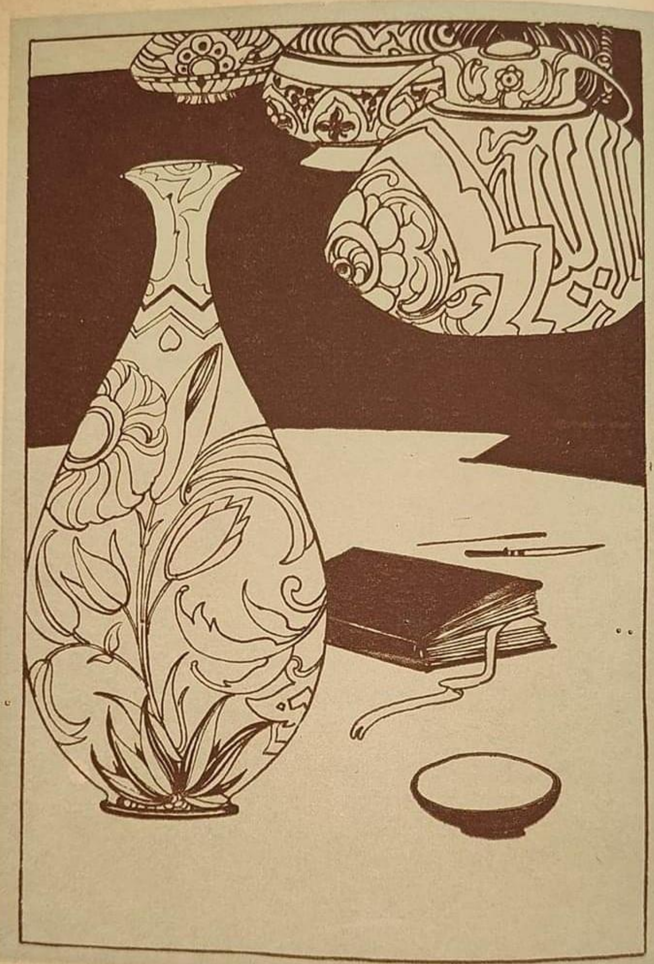

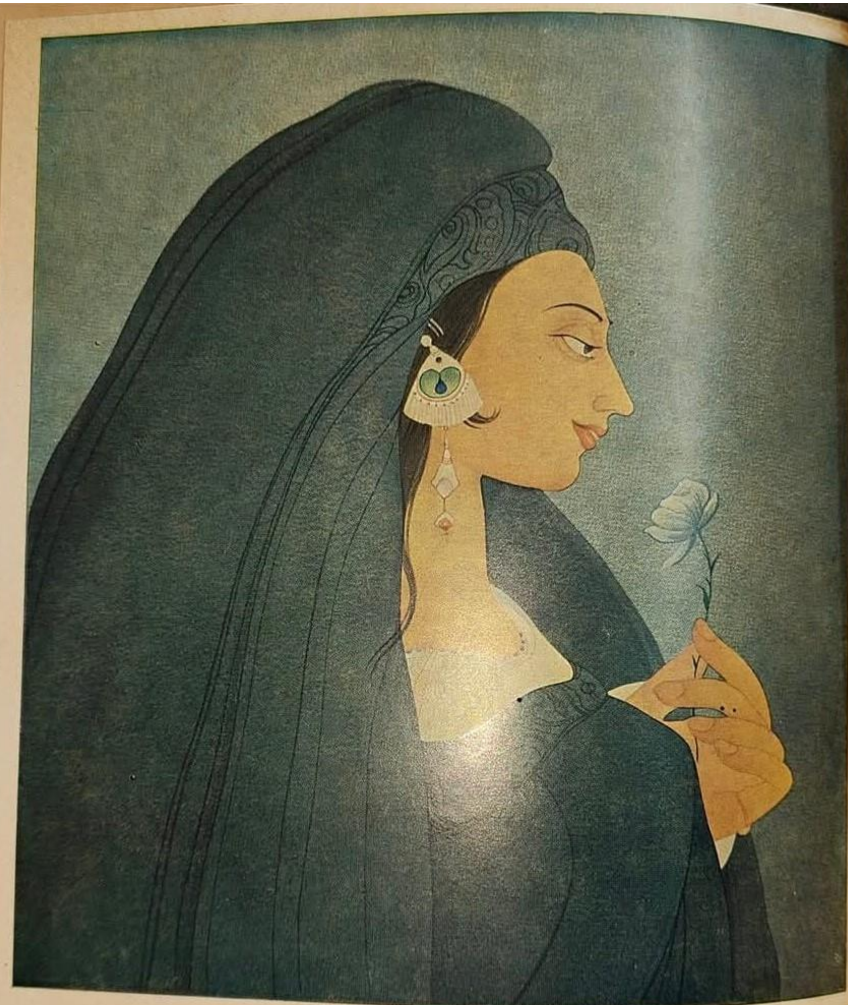

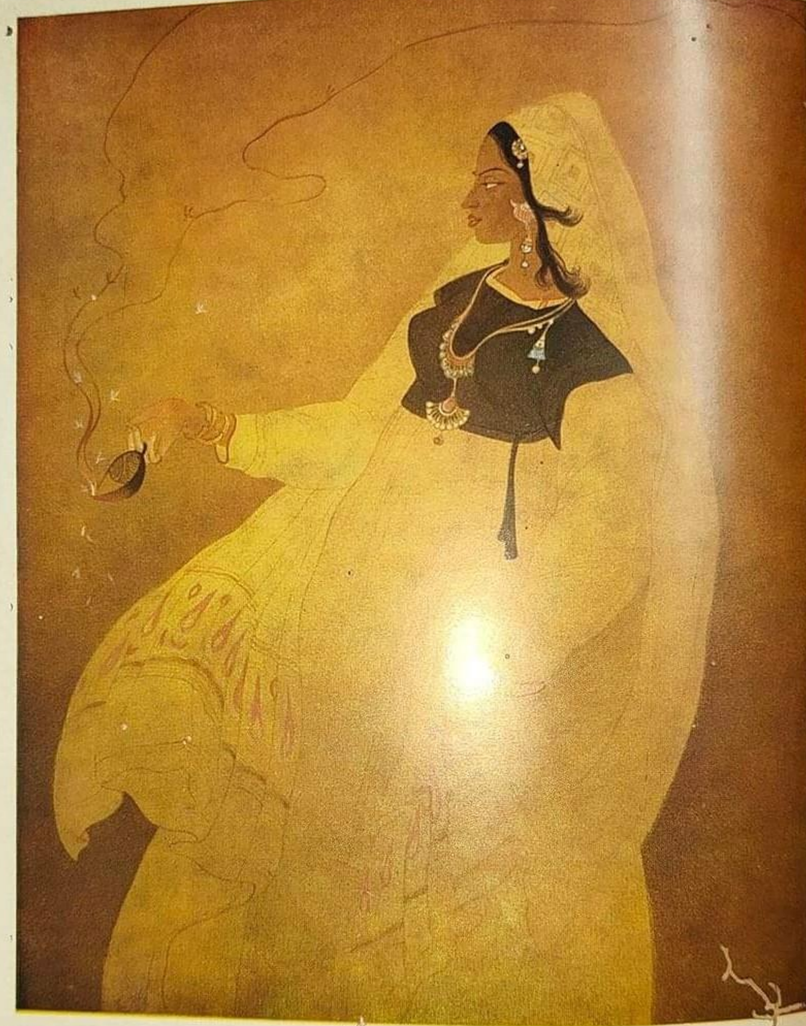

نقشِ چغتائی

دیوانِ غالب مصوّر

مکتبۂ کارواں کچہری روڈ ۰ لاہور

قیمت : پچیس روپیہ

PRICE : Rs. 25/-